السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

خواجہ حسن نظامیؒ دہلوی کے سوالات علمائے اہل حدیث سے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

خواجہ حسن نظامیؒ دہلوی کے سوالات علمائے اہل حدیث سے

خواجہ صاحب دہلوی نے مختلف فرقوں سے چند سوال کئے مثلاً شیعوں سے قادیانیوں سے اور علمائے اہل حدیث سے خواجہ صاحب نے جو سوالات کئے ہیں۔ اہل حدیث کی طرفسے ان کے جوابات خواجہ صاحب کو غالباً معلوم ہوں گے۔ چونکہ مذہب اہل حدیث اوراسلام مترادف لفظ ہیں۔ اس لئے جواب سے پہلے ہماری گزارش تو یہی ہے۔

نئے لوگوں کی کیجئے آزمائش ضرورت کیا ہمارے امتحاں کی

بہر حال خواجہ صاحب کے سوالات مع جوابات درج زیل ہیں۔

سوال۔ نمبر1۔ کیا فرماتے ہیں۔ علماء اہل حدیث کے علماء اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان آیات قرآنی اوراحادیث نبوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ جماعت اہل حدیث کے علماء اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان آیات قرآنی اوراحادیث نبوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید ان کے ایمان میں کوئی فتور پیدا کرتی ہے یا نہیں؟ (منادی دہلی ص83جنوری 1941ء)

جواب۔ نمبر1۔ اس سوال کا جواب شمس العلماء مولانا سید نزیر حسین صاحب دہلوی المعروف میاں صاحب نے اپنی کتاب ''معیار الحق''میں دیا ہوا ہے۔ مرحوم نے مسئلہ تقلید شخصی کو چند قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے ایک قسم مباح بتائی ہے۔ یعنی اس پر کوئی گناہ مرتب نہیں ہوسکتا۔ وہ یہ ہے کہ مقلد کسیایک امام کو محقق سمجھ کر ہمیشہ اسی کی بات مانتے رہے۔ مگر اس تعین کو شرعی حکم نہ سمجھے۔ بلکہ ایسے مقلد کو اگر اپنے امام کے قول کے خلاف کوئی حدیث معلوم ہوجائے۔ توفوراًاس کیطرف رجوع کرے۔ اپنے امام کی بات پر اصرار نہ کرے۔ مرحوم نے دوسری قسم کو حرام بتایا ہے۔ یہ وہ تقلید ہے جس میں مقلد اس تعین کو حکم شرعی سمجھے۔ اس فتوے میں (میاں صاحب مرحوم متفرد نہیں ہیں۔ بلکہ فقہاء حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں۔ ردالمختار شامی شرح درمختار میں بالتصریح مذکور ہے۔ لیس علی الانسان التزام مذہب معین (شامی مطبوعہ مصر جلد1 ص53

بس اس وسوال کا جواب تقلید کرنے والوں کی نیت پر موقوف ہے۔

دوسرا سوال۔ جو مسلمان اہل حدیث کے عقائد اوراعمال سے الگ ہیں۔ اور کسی امام کی تقلید میں اس طرح ارکان اسلام کو ادا کرتے ہیں۔ جن میں جماعت اہل حدیث کے عقائد اوراعمال کے مقابلہ میں کچھ فروعی فرق اور اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ تو ایسے مقلد مسلمانوں سے مزاحمت کرنا ضروری ہے۔ یا نہیں۔ ایسی حالت میں کہ وہ مقلد مسلمان غیر مقلد مسلمانوں کے عقائد اوراعمال کے بارے میں کچھ نہ کہتا ہو۔ (منادی تاریخ مذکور)

جواب نمبر2۔ اس کا جواب بھی پہلے سوال کے جواب میں آگیا ہے۔ تقلید کرنے والی پہلی دو قسموں میں سے جس قسم میں داخل ہوگا۔ ویسا ہی حکم اس پر لگے گا۔ فقہاء حنفیہ نے تقلید شخصی کے متلق لکھا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی ایک امام کی تقلید اپنے اوپر لازم کرلے۔ تو یہ بھی لازم نہیں ہوتی۔ (ردالمختار مصری جلد3 ص196)

(تیسرا سوال۔ کیا علمائے اہل حدیث سیاسی معاملات میں اپنے عقائد کے اختلافات کو محدود رکھنا اور دوسرے فرقوں کے مسلمانوں سے متحد ہوجانا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟ (منادی دہلی۔ تاریخ مذکور

جواب نمبر3۔   بے شک جائز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ علماء اہل حدیث ازروئے علم منطق جانے ہیں کہ انواع ممتاز اپنی جنس اور جنس الاجناس میں ضرور شریک ہوتی ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہالانسان والفرس والبقر ما ہم کے جواب میں حیوان آتا ہے۔ اگر آپ چاہیں گے۔ توہم ان علمائے اہل حدیث کے نام بتا دیں گے۔ جواس وقت بھی ہندوستان کی سیاسیات میں بلاتکلف شریک ہیں۔

خواجہ صاحب! ہم آپ کے سوالات سے فارغ ہوگئے ہیں۔ اب ہمارا بھی ایک سوال حل کردیجئے۔ اگر آپ اسے حل کردیں گے۔ توہم آپ کے بہت مشکور ہوں گے۔ پس توجہ سے سنیے! آپ جو اپنی تحریر میں جملہ ھوا ںکل لکھا کرتے ہیں اس کے کیا معنی ہیں۔؟ اس میں توشک نہیں کہ ھو کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے اورالکل سے مراد کل کائنات ہے۔ پس ہمارا سوال یہ ہے کہ یہ کل افرادی ہے یا مجموعی افرادی ہونے کی حالت میں کاینات میں سے ہر شے اس ھوا کی جو بتدا ہے خبر بنے گی۔ اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔ ھو کل شيئَ جو بحکم حیوان عکس القضیہ یوں بولا جائے گا۔ کل شیئ ھو۔ مثلا۔ انسان۔ چڑیا۔ کوا۔ طوطا۔ مینا وغیرہ۔ میں سے ہر ایک اللہ کا مصداق ہوگا۔ یعنی اللہ انسان ہے۔ چڑیا ہے طوطا ہے مینا ہے۔ (نعوذ باللہ) اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس قول کے نزدیک ہر ایک جانور۔ طوطا۔ مینا وغیرہ الہٰ (معبود) ٹھرے گا۔ کیونکہ یہ ھو (بتدا) کی خبر ہے۔ کل کو مجموعی کہنے کی صورت میں یہ ترجمہ ہوگا۔ کہ کل کائنات کا مجموعہ مل کر معبود ہے۔ جس میں اس قول کا قائل بھی داخل ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ معبودیت میں وہ بھی حصہ دار ہے۔ آپ خود ہی فرمایئے کہ ان دونوں تشریحوں میں سے آپ کی

مراد کون سی تشریح ہے۔ یا ان کے علاوہ کوئی اور تشریح مراد ہے۔ ہم سے پوچھیں تو ہم اپنا عقیدہ مولانا مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں پیش کئے دیتے ہیں۔ جو فرماتے ہیں۔

اے بروں از وہم وقال وقیل من خاک بر فرق من و تمثیل من

اس مضمون کو آپ کے دہلوی شاعر مرزا غالب نے یوں ادا کیا ہے۔

ہے پرے سرحد ادراک سے اپنا معبود قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

(محرم 1360 ہجری 2)

تشریح مزید

ازقلم حضرت العلامہ مولانا مفتی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری ؒ

آج اسلامی دنیا سے ایک گونج اور آواز آرہی ہے۔ کہ مسلمانوں کو فرقہ بندی نے تباہ کردیا۔ مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ فرقہ بندی کیا چیز ہے۔؟ اور اس کی ابتداء کب سے ہوئی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ زمانہ رسالت اور عہد خلافت میں اسلام ایک ہی شکل میں تھا مسائل میں اختلاف تھا۔ باوجود اس کے فرقہ بندی نہ تھی۔ جس کسی کو ضرورت پیش آتی۔ وہ اپنے ہاں کے جس عالم سے چاہتا مسئلہ پوچھ لیتا شیخ ابن الہام رئیس الحنفیہ کا قول ردالمختار شامی میں ایسا ہی منقول ہے۔ (مصری جلد سوم ص 196)

اتفاق حسنہ سے رسالہ برہان دہلی بابت جولائی 45ء سمہ میری نظر سے گزرا تو اس میں یہ مضمون باالفاظ ذیل ملا۔ مولوی مناظر احسن صاحب حیدر آباد سے لکھتے ہیں کہ عہد صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین ہی سے مسلمان ان امور میں مختلف ہوتے رہے۔ لیکن نہ اس اختلاف کو انہوں نے چنداں اہمیت دی۔ اور یہ تو کبھی ہوا ہی نہیں کہ محض اس اختلاف کی وجہ سے مسلمانوں نے کسی گروہ کو دوسرے طبقہ سے جدا کیا گیا ہو۔ بلکہ اس اختلاف میں افادے نت نئے پہلو مختلف زمانوں میں مسلمان جو پیدا کرتے رہے۔ ان کی ایک حد تک تفصیل سنائی جا چکی ہے۔ (برہان دہلی بابت ماہ جولائی 45ء سمہ ص 6)

اہل حدیث

اس کے ساتھ ہی حضرت حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا بیان ملایا جائے تو بات واضح ہوجاتی ہے۔ کہ فرقہ بندی ارباب تقلید نے پیدا کی ہے۔ حضرت ممدوح حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں۔ تین سو سال تک فرقہ بندی بشکل تقلید نہ تھی۔ چوتھی صدی کے شروع میں اس کی ابتداء ہوئی۔ انا اللہ

نتیجہ صاف ہے

کہ مسائل میں اختلاف ہونے سے فرقہ بندی نہیں ہوتی۔ ہاں فرقہ بندی یہ ہے کہ کہا جائے کہ یہ ہمارا مذہب ہے۔ اور وہ شافعی کا اور وہ مالک کا یہاں تک کہ طریق استدلال بھی جدا جدا بتایا جائے۔ چنانچہ صاحب توضیح نے حنفی مقلد کا طریق استدلال یوں بتایا ہے۔ ہذا ما ادي اليہ راي ابی حنيفۃ وكل ما ادي اليہ راي ابی حنيفۃ فهو عندي صحيح ''یعنی یہ مسئلہ ابو حنیفہ کی رائے ہے۔ اور جو ابو حنیفہ کی رائے ہے میرے نزدیک وہ صحیح ہے۔'' یہی حق شافعیوں کو دیا گیا ہے۔ ہذا ما ادي اليہ راي شافعی وكل ما ادي اليہ راي شافعی فهو عندي صحيح

اس فرقہ بندی کی مثال؟

(منطقی اصلاح میں یوں سمجھنا چاہیے کہ ہر صنف کو نوع بتایا جائے۔ جیسا یہ غلط ہے۔ ویسا ہی فرقہ بندی بھی غلط ہے۔ مولانا حالی مرحوم نے ایک بند اس کے متعلق یوں لکھا ہے۔ (6 رجب المرجب 1365 ہجری

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہے حدیثوں پہ چلنے سے دیں کا خلل ہے

فتاووں پہ بالکل مدارا عمل ہے ہر ایک رائے قرآن کا نعم البدل ہے

کتاب وسنت کا ہے نام باقی

خدا اور نبی ﷺ سے نہیں کام باقی

تقلید اور اقتداء

اس عنوان سے اخبار ''سچ'' لکھنو میں ایک سلسلہ مضمون نکلا ہے۔ فاضل مضمون نگار مولانا مناظر احسن استاد جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کا نام دیکھ کر ہم نے اس مضمون کو بغور دیکھا۔ گمان تھا کہ فاضل موصوف مسئلہ تقلید کو اپنے علم وفضل سے کما حقہ منقح کر کے ناظرین کو مستفید فرمائیں گے۔ مگر سارا مضمون دیکھ کر ہماری تشنگی بحال رہی کیوں؟

اس لئے کہ بحکم۔ وَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوٰبِهَا

مسئلہ تقلید کی تنقیح اور تحقیقی کرنے والے کا فرض ہوتا ہے۔ کہ پہلے تقلید کی تعریف کرے۔ پھر اس کی تقسیم پھر اس کا حکم ہونا چاہیے۔ سلسلہ مذکورہ کو ہم نے اس سے خالی پایا بلکہ مولانا موصوف ان سب مراتب سے آگے جا کرایک فقرہ لکھ گئے۔ جس کی وجہ سے ہمیں یہ نوٹ لکھنا پڑا ورنہ ہم اس پر توجہ نہ کرتے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

سچ ہے کہ آئمہ السلام اصول میں نہیں بلکہ بہت دور کے بعض فروعی مسائل میں باہم کچھ اختلاف ضرور رکھتے ہیں۔ لیکن ان اختلافات کو تم اتنی اہمیت کیوں دیتے ہو۔ اختلاف جس سے تفرق پیدا ہوتا ہو۔ قابل ملامت ہے ہم سے کہا'' گیا ہے۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ

اور نہ ہوجانا ان لوگوں کی مانند جو بکھر گئے۔ اور مختلف ہوئے کھلی باتوں کے آجانے کے بعد'' لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ حنفیت اور شافعیت کے اختلاف نے باہم مسلمانوں کو جدا کیا۔ حنفیوں نے ہمیشہ شافعیوں سے تعلیم حاصل" کی۔ شافعیوں نے بسا اوقات حنفیوں کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مرید ہوئے اور دیکھو! عرب میں۔ عجم میں۔ مصر میں مراکو میں کیا مالکیوں نے حنفی امام کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں ؟کتنے حنفی تھے جن کو شافعی غزالی نے صوفی بنایا۔ اور کتنے شافعی تھے جو حنبلی شیخ الشیوخ قطب الاسلام گیلانی کے توسل سے فلاح فوزکی بلندیوں تک پہنچے۔

اہل حدیث۔۔۔ اس دعوے کی تحقیق کےلئے آئمہ اصول کے اقوال سامنے رکھ کر پوچھیں گے کہ خدارا انصاف

تقلید

جامع مانع تعریف یہ ہے کہ "التقليد اخذ قول من غير معرفة دليله" (متن جمع الجوامع السبکی) یعنی کسی غیر نبی کا قول بغیر اس کی دلیل پہچاننے کے قبول کرنا تقلید ہے۔

(اس کا تیجہ شارح الفاظ میں یوں ہے۔ ''یعنی کسی غیر نبی کی بات کو اس کی دلیل کے ساتھ قبول کرنا تقلید نہیں بلکہ اجتہاد ہے۔'' (شرح جامع الجوامع جلد2 ص 251

فاضل مضمون نگار حیدر آباد میں رہتے ہیں۔ اس لئے تعریف تقلید میں حیدر آباد کے ایک بزرگ کا قول ہم نقل کرتے ہیں۔ ''تقلید کے معنی یہ ہیں۔ کہ کسی شخص کو معتبر سمجھ کر اس کے قول وفعل کی پیروی بغیر طلب دلیل کی جائے۔ (حقیقۃ الفقہ مصنفہ مولانا انوار اللہ مرحوم حیدر آبادی حصہ دوم ص 51

اس کی تعریف بعد تقلید کی تقسیم تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر تعین کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے۔ جو اہل حدیث کا مذہب ہے۔ تقلید شخصی یہ ہے کہ خاص آئمہ اربعہ میں سے ایک امام کی بات مانی جائے جو مقلدین کا مذہب ہے۔ یہ ہے تعریف اور تقسیم اب سوال یہ ہے کہ تقلید کا حکم کیا ہے۔ اصحاب تقلید کہتے ہیں۔ کہ تقلید فرض واجب ہے۔ اس پر غور طلب امر یہ ہے کہ جس صورت میں تقلید کی تعریف میں عدم معرفت دلیل داخل ہے۔ اور ان کے نزدیک دلیل نام ہے۔ قرآن وحدیث اور اجماع اور قیاس کا تو اس صورت میں تقلید کے فرض واجب ہونے کا صاف تیجہ ہے۔ کہ مقلد کو بوقت تقلید قرآن وحدیث وغیرہ کا پڑھنا حرام ہے۔ کیونکہ اس تقلید کی فرضیت میں نقص آتا ہے۔ خیر یہ تو ہے تقلید کی تعریف۔ تقسیم۔ اور حکم۔ پر بحث اب ہم فاضل مضمون نگار کے مقولہ پر متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ "آئمہ اسلام اصول میں مختلف نہ تھے حالانکہ علماء اصول کی تصریحات اس کے خلاف ہیں۔ علامہ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں۔ '' صاحبین امام صاحب کے اصول میں مخالف تھے۔'' (طبقات سبکی ج1 ص 243) مولانا عبد الحئی لکھتے ہیں۔ ''یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد کی امام صاحب سے اصول میں مخالفت بہت زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ امام غزالی نے لکھا ہے کہ یہ دونوں صاحب امام ابو حنیفہ کے مذہب کے دوثلث مخالف تھے۔''

قاضی دبوسی نے کتاب ''تاسیس النظر'' میں ان کے اصول کی تفصیل دی ہے۔ جس میں شاگرد اپنے استاد معظم کے مخالف تھے۔ اس کے سوا وہ اصول بھی لکھے ہیں۔ جن میں آئمہ اربعہ باہمی مخالف ہیں۔

نوٹ

اس بحث کی تفصیل ہمارے رسالہ ''تقلید شخصی اور سلفی'' میں ملتی ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فاضل مضمون نگار نے جو حنفیت اور شافعیت وغیرہ کو موجب ہونا تسلیم نہیں کیا۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ موجب تفریق نہ ہو مگر !علماء اصول کی تصریحات اس کے خلاف ہیں۔ فاضل موصوف سے مخفی نہ ہوگا۔ کہ جن دو فریقوں میں حجت شرعیہ اور طریق استدلال الگ الگ ہو تو ان میں فرق لازمی ہے۔ ذرا تفصیل سے سنیے۔

(علم اصول کی مستند کتاب توضیح کے مصنف صدر الشریعہ حنفی مقلد کی دلیل اور طرز استدلال بناتے ہیں۔ ہذا ما ادي اليه راي ابي حنيفة و كل ما ادي اليه راي ابي حنيفة فهو عندي صحيح (توضيح تعريف علم الفقه

یعنی حنفی مقلد کی تعریف یوں ہونی چاہیے کہ "یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔ اور جو قول ابو حنیفہ ہے۔ وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔'' ٹھیک اسی طرح شافعیہ کا اصول ہے۔ اور ہونا چاہیے کہ یہ قول امام شافعی کا ہے۔ اور جو قول شافعی ہے۔ وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔ علی ہذا دوسرے مقلدین کا۔۔۔۔۔ فرمایئے۔ جب ہر فریق کے نزدیک اس کے امام کی یا نسبت داخل فی الدلیل ہے تو تفریق ہوئی یا وحدت۔

منطقی اصلاح

میں اس کی مثال یوں ہے کہ جنس فصول مختلفہ سے مل کر انواع مختلفہ بنتی ہے۔ اور انواع مختلفہ قسیم ہیں۔ جو یقیناً الگ الگ ہیں۔ اسی طرح دلیل (دلیل قرآن وحدیث) کی حیثیت میں جب امام کا فہم داخل ہے۔ تو قرآن وحدیث بمنزلہ جنس کے ہوئے جو فہم ابو حنیفہ اور فہم شافعی وغیرہ سے مل کر انواع بنتے ہیں۔ پس تفریق لازم

اسی کا تیجہ

ہوا کہ کعبہ شریف جیسے واحد مرکزی مقام میں چار مصلے بنائے گئے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک گروہ کے جماعت کراتے ہوئے دوسرا اور دوسرے کے کراتے ہوئے تیسرا اور تیسرے کے کراتے ہوئے چوتھا گروہ وہ بیٹھا رہتا تھا۔ حتیٰ کہ کسی عارف خدا کو کہنا پڑھا۔

خداجزائے خیر دے

(جلالۃ الملک ابن سعود کو جن کی حکمت عملی سے چار مصلوں کی بجائے ایک ہی جماعت ہوگئی۔ الحمد للہ (اہل حدیث امرتسر ص 124 جمادی الاول 50ء سمہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام وفضلاء اس مسئلہ میں کہ چار مصلوں کا ایجاد کرنا قرآن شریف اور احادیث رسول اللہ ﷺ یا آئمہ اربعہ سے ثبوت ہے یا نہیں؟

جواب۔ چار مصلے قائم کرنا خود آئمہ مجتہدین سے ثابت نہیں۔ نہ ان کے زمانہ میں قائم ہوئے ہیں۔ بلکہ ان کے زمانہ سے بہت دنوں بعد ایک بادشاہ نے قائم کردیئے ہیں۔ اس میں یہ خرابی تو ظاہر ہے کہ جماعت ہورہی ہے۔ اور دوسرے مصلے کے لوگ بیٹھے ہیں۔ جماعت اولیٰ میں شریک نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے خلاف ہے۔ حرمین شریفین کی وہ باتیں جن میں کوئی ممانعت شرعی موجود ہو قابل حجت اور استدلال نہیں اور خود مذہب اربعہ کے محققین (نے ان چار مصلوں کو ناجائز فرمایا ہے۔ (محمد کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ سکرٹری جمعیت علماء ہند) (اخبار محمدی بابت 15 ستمبر 1924ء جلد 2 نمبر 1

ایک علمی سوال

مولوی محمد طیب صاحب دارالعلوم دیوبند نے جلسہ احناف مؤامہ ضلع الہ آباد میں خطبہ صدارت پڑھا خطبہ میں ساری توجہ مسئلہ تقلید پر مبزول رکھی۔ اور جلسہ امرتسر میں بھی منتظمین نے تقلید کا عنوان داخل کیا ہے اس لئے میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس جلسے میں دیوبندی علماء کی خدمت میں ایک سوال پیش کر کے حل کروں۔ امید ہے کہ علمائ ممدوحین اس سوال کو علمی مذاکرہ تحریری جواب سے خود سند فرمائیں گے۔

تقلید

آپ لوگوں سے مخفی نہیں کہ علماء اصول کی اصطلاح میں نفس مسائل شرعیہ کا جاننا علم نہیں بلکہ کتاب وسنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جاننا علم ہے۔ ان مذہبوں کی مثال قدوری اورہدایہ ہے۔ تقلید کی تعریف میں امام (غزالی فرماتے ہیں۔ (التقلید ہو قبول قول بلاحجۃ) کتاب المستعفی مصری ج2 ص 387

(صاحب مسلم الثبوت لکھتے ہیں۔ (التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ (مسلم ص 289) علامہ مصا بن حاجب مصنف کافیہ فرماتے ہیں۔ (فالتقلید العمل بقول غیر من غیر حجۃ) (مختصر ابن صاحب ج2 ص 305

جمع الجوامع میں تقلید کی تعریف میں یوں مرقوم ہے۔ (التقلید اخذ القول من غیر معرفۃ دلیلہ (جمع الجوامع ابن سبکی ج2 ص 251) نورالانوار میں تقلید کی تعریف یوں ہے۔ (التقلید اتباع الرجل غیرہ فیما سمعہ بقولہ اوفی فعلہ علی (زعم انہ محقق بلانظر فی الدلیل) (حاشیہ نورالانوار ص 211 مطبع انوار محمدی لکھنو

(ان سب تعریفات کا مفوم مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے یوں ادا کیا ہے۔ تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلا دے گا۔ اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔ (الاقتصار ص 17

!حضرات

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ تقلید کی تعریف میں بالاتفاق دلیل کی عدم معرفت داخل ہے گویا وہ فصل مقوم ہے جس کے بغیر تقلید کی ماہیت مقرر نہیں ہوسکتی۔ پس جو شخص مسائل دینیہ کو دلیل کے ساتھ جانتا ہو نہ صرف جانتا ہو بلک تعلیم دینا ہو بلکہ ان کو حق ثابت کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہو۔ جیسے آپ حضرات کی ذات مبارکہ میں ایسے شخص کے علم وفضل پر تقلید کی تعریف کیوں کر صادق آسکتی ہے۔ اور اس کو مقلد کیوں کر کہا جاسکتا ہے۔ اس کے متلق بھی علماء اصول کا فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ شرح جامع الجوامع میں تقلید کی تعریف پر جو امر متفرع کیا گیا ہے۔ وہ قابل غور ہے فرماتے ہیں۔ اخذ قول الغیر مع معرفۃ دلیلہ اجتہاد وافق اجتہاد القائل (ج2 ص 251) یعنی کسی مجتہد کو دلیل کے مسئلے کے ساتھ صحیح سمجھنا اجتہاد ہے۔ جو مجتہد اول کے موافق واقع ہوا ہے۔ تقلید کی تعریف اور تشریح کے بعد میں آپ حضرات کی علمی حیثیت کا ذکر کرتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ لوگ اگر مسائل دینیہ کو بالدلیل جانتے ہیں۔۔۔ ایسا جانتے ہیں کہ نہ صرف طلباء کو سمجھانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ بلکہ ان کو عالم بالدلیل بناتے ہیں۔ تو کیا آپ حضرات کی علمی حیثیت ملحوظ رکھ کر آپ کو مقلد کہا جائے۔ یا غیر؟ یہ ایک سوال ہے جس کے لئے میں نے آپ حضرات کو متوجہ کیا ہے۔ میں اپنا عندیہ عرض کیے دیتا ہوں۔ کسی شخص کو مقلد کہنا اس کے عالم ہونے کی نفی کے برابر ہے۔ اس لئے آپ حضرات کو مقلد کہنے کے علاوہ تعریفات مذکورہ کے مجھے امام غزالی سخت مانع ہوئے ہیں۔ گویا وہ فرماتے ہیں کہ دیوبندی علماء چونکہ مسائل کو دلیل کے ساتھ جانتے ہیں۔ اس لئے ان کو مقلد نہ کہو۔ کیونکہ (لیس ذلک التقلید طریقا الی العمل لافی الاصول ولافی الفروع) (حوالہ مذکور) تقلید علم کا درجہ نہیں ہے۔ اور نہ علم کا ہے۔ بلکہ جہالت کا درجہ ہے۔ یہی معنی ہیں علماء اصول کے اس قول کے۔ انما التقلید وظیفۃ الجاہل

پس آپ حضرات ان اصولی حوالہ جات کے ماتحت اعلان فرمایئں کہ آپ کو مقلد کہیں یا غیر۔ بینوا توجروا۔ پس اس امر کا فیصلہ کہ آپ مقلد ہیں یا غیر۔ آپ حضرات کے جواب پر موقوف ہے۔

نوٹ

اس مضمون میں میں نے بوجہ خاص خطاب حضرات دیوبندیہ سے کیا ہے۔ مگر دراصل یہ خطاب جملہ ان علماء کو ہے۔ جو مسائل دینیہ کو دلیل کے ساتھ جانتے ہوں۔ خواہ وہ بریلی کے ہوں یا لکھنو کے۔ دہلی کے ہوں یا لاہور کے۔ پنجاب کے ہوں یا ہندوستان کے۔ سندھ کے ہوں یا بنگال کے عرب کے ہوں یا عجم کے سب میرے مخاطب ہیں۔ وہ علماء اصول کی تصریحات ملحوظ رکھ کر اپنے لئے جو نام تجویز فرمایں۔ ہم اسی کو قبول کریگے۔ اس سے زیادہ (طول دینا نہیں چاہتے۔ کیونکہ استاد غالب مرحوم کہتے ہیں۔ (خادم العلماء ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری 30 ستمبر 1943ء

نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے

که حسرت سنج ہوں عرض ستم ہائے جدائی کا

علمی سوال کا جواب الجواب متعلق تقلید علماء

علماء سلف میں علمی مذاکرات ہوا کرتے تھے۔ جن کو موجب ترقی سمجھتے تھے۔ مگر آج ہماری حالت اس کے خلاف ہے۔ جونہی کوئی علمی سوال ہمارے سامنے پش آتا ہے۔ اس کو سائل بدنیتی پر محمول کر کے ہم اعلان جنگ کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ علماء سلف کا پسندیدہ نہیں ہے۔ اہل حدیث مورخہ 5 دسمبر 43ء سمہ میں ناضرین کی نظر سے ایک علمی سوال گزرا ہوگا۔ جو مسئلہ تقلید کے متعلق تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تقلید اپنی جامع مانع تعریف کے لحاظ سے علماء مقلدین پر صادق نہیں آتی۔ پھر وہ مقلد کیوں کہلاتے ہیں۔ سوال کی عبارت نہایت شیریں تھی۔ اور مضمون بالکل صاف تھا۔ اس کا جواب جمیعت الاحناف مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ کی طرف سے دیا گیا۔ جن صاحب نے یہ جواب لکھا ہے ہم ان کو جانتے ہیں اسی لئے ہم ان کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

چھپ نہ تو ہم سے کہ او ماہ جبین دیکھ لیا

ناظرین! اس اشتہار کا جواب الجواب پڑھیں۔ امرتسر کے جلسہ احناف منعقدہ 5 دسمبر 43ء سمہ کے موقع پر میں نے ایک اشتہار کے زریعے ارباب تقلید سے ایک علمی سوال کیا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تقلید کی تعریف جو علماء اصول نے کی ہے وہ ان علماء پر صادق نہیں آتی۔ جو خدا کے فضل سے علمی استعداد اتنی رکھتے ہیں کہ مسائل فقہیہ کو دلائل کے ساتھ جانتے ہیں۔ جتنے اقوال تقلید کی تعریف میں میں نے نقل کیے تھے۔ ان کا ترجمہ ار مطلب بھی میں نے اپنے الفاظ میں نہیں کیا تھا۔ بلکہ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کے لفظوں میں بتایا تھا جو یہ ہیں۔ ''تقلید کہتے ہیں کہ کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلائے گا۔ اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔ (الاقتصاد ص 17)

اس اشتہد سے میری غرض یہ تھی کہ میں معزز علماء تقلید کو ان کے علم کی حیثیت سے اطلاع دوں۔ کہ آپ مقلد کے درجے میں کیوں بیٹھے ہیں۔ جو ادنٰی درجہ ہے آپ اعلیٰ درجہ میں بیٹھیئے۔ جس کا ٹکٹ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ کوئی مسافر جس کے پاس اول یا دوم درجہ کا ٹکٹ ہو۔ وہ تھرڈ کلاس (تیسرے درجے) میں بیٹھ جائے۔ تو اس کو کہا جائے گا کہ آپ اپنے ٹکٹ کی عزت کیجئے۔ میری غرض یہ نہ تھی کہ جماعت مقلدین کی کسی خاص شخص کی توہین کی جائے۔ مگر افسوس ہے کہ علماء مقلدین نے میری منشاء بلکہ روش کے بھی سخت خلاف توہین آمیز الفاظ میں ایک اشتہار دیا ہے۔ جو مئو ضلع اعظم گڑھ سے 6 مارچ سندروں کو میرے پاس پہنچا ہے۔ جس میں میری نسبت بہت سے الفاظ ایسے لکھے ہیں۔ جن سے ان کا غیض و غضب نمایاں معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میں ان کے جواب میں اپنے مسلک کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بقول۔

مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلیٰ نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

اس لئے میں نہ الفاظ کو نقل کرتا ہوں۔ اور نہ جواب دیتا ہوں۔ جواب مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مجیب نے میری منقولہ تعریفات تقلید کو صحیح مان کر لکھا ہے۔ کہ دلیل کی پوری معرفت ہدایہ وغیرہ پڑھنے سے نہیں ہوتی۔ کیونہ معرفت دلیل اس کو کہتے ہیں۔ کہ دلیل کو پورے طور پر جاننا۔ باالفاظ دیگر یہ جاننا کہ اس کا معارض کوئی نہیں۔ اور یہ منسوخ بھی نہیں وغیرہ۔ ایسا جاننا مجتہد کا خلاصہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مجیب نے جو کچھ لکھا ہے صحیح ہے۔ مگر مجیب صاحب نے یہ خیال نہیں فرمایا۔ کہ جن علماء کی نسبت میرا سوال ہے۔ وہ تو دلیل کی معرفت تامہ رکھتے ہیں۔ اب میں مجبورا علماء کے چند اسماء گرامی بطور کے مثال پش کر کے پوچھتا ہوں کہ کیا مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم۔ مولانا انورشاہ دیوبندی مرھوم۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی مرحوم۔ مولانا اشرف علی مرحوم۔ مولانا حسین احمد۔ مولانا احمد رضا بریلوی مرحوم۔ وغیرہ اکابر علماء حنفیہ کو بھی دلیل کی معرفت تامہ حاصل تھی۔ یا نہ تھی۔ واللہ مجھے اس کی نفی کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ میں ایسا خیال کرنا ان بزرگوں کی ہتک سمجھتا ہوں۔ کیا ہی لطف ہے کہ درسوں میں تصنیفوں میں بڑے زور سے اپنے مسائل کو مدلل بیان کریں۔ اور فریق مخالف اہل حدیث ہوں یا شافعیہ۔ مالکیہ۔ یا حنبلیہ۔ اشعریہ ہوں یا ماتریدیہ۔) کے دلائل کی تردید اپنی تایئد پورے طور سے کریں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات جو کچھ کہتے ہیں اور لکھتے (ہیں علیٰ وجہ البصیرت کہتے اور لکھتے ہیں۔ چنانچہ مجیب صاحب خود مانتے ہیں کہ ''علماء دیوبند اور دیگر علماء مقلدین حدیث کا درس دیتے ہیں۔ اور علل حدیث و رجال پر نہایت محققانہ و عالمانہ گفتگو کرتے ہیں۔ (اشتہار مذکور

پھر معلوم نہیں کہ مجیب صاحب ہماری تایئد کرتے ہیں۔ یا تردید مختصر یہ کہ ہماری دلیل کے دو مقدمے ہیں۔ اول یہ کے آجکل کے اکابر علماء حنفیہ دلائل شرعیہ کی معرفت تامہ رکھتے ہیں۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ جس صاحب کو دلیل کی معرفت تامہ حاصل ہو۔ وہ مقلد نہیں ہے مجیب صاحب کے جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کے ان کو دونوں مقدمے مسلم ہیں۔ اور ہر ایک طالب علم جانتا ہے کہ جس دلیل کے دونوں مقدمے (صغریٰ کبریٰ) مسلم ہوں۔ تیجہ بھی مسلم ہوتا ہے۔ اس لئے مقام شکر ہے کہ ہمارا اور ہمارے مجیب کا دعویٰ کی صحت پر اتفاق ہوگیا۔

شکر اللہ کہ میان من او صلح فتاد حوریاں رقص کناں سجدہ شکر از زوند

مقلد کے بعد دوسرا مرحلہ مجتہد کا ہے۔ پہلے اشتہار میں ہم نے اپنا سوال محض تقلید اور مقلد پر منحصر رکھا تھا۔ اب مجیب کی تحریک ہے ہم مجتہد کا بھی زکر کرتے ہیں۔ خدا جانے ان حضرات نے مجتہد کا رتبہ کیا سمجھا ہوا ہے۔ کتب اصول فقہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ولادت اربعہ (عبارت النص۔ ارشادات النص۔ اقتضاء النص۔ دلالت النص) سے کام لینا مجتہد کا کام ہے۔ (نور الانوار ص 13۔ مطبوعہ انوار احمدی لکھنو) پس مجتہد وہ ہے جو ان دلالات اربعہ سے استدلال کر سکے۔

ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ یہ امر واقع ہے۔ کے ہندوستان کے اکابر علماء مقلدین دلالات اربعہ سے استلال کر سکتے ہیں۔ بلکہ کرتے ہیں۔ یہ ان پر خدا کا فضل اور علمی نعمت ہے۔ مقلد کہلانے سے اس نعمت کی ناقدری لازم آتی ہے۔ اس بات کا ان کو اختیار ہے کہ خدا کی نعمت کی قدر کریں۔

من نگوئم کہ ایں کمن آں کن مصلحت میں وکار آسماں کن

دفع خلل

کسی اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ ہر علم کی معرفت اس علم کے آئمہ کے اقوال سے ہوتی ہے۔ علم صرف نحو کے قواعد کے علماء صرف اور نحو سے ماخوز ہوتے ہیں۔ علم لغت کی تحقیق علماء لغت سے ہوتی ہے۔ اس کا نام

تقلید رکھ کر تقلید مذہبی کو ثابت کرنا تار عنکبوت سے زیادہ ضعیف ہے۔ پس مجیب کے سوال مندرجہ اشتہار کا جواب مختصر یہی ہے کہ بقول آپ کے جو علماء علی وجہ البصیرت علوم شرعیہ کا درس دیتے ہیں۔ وہ مقلد نہیں ہیں بلکہ میں توان کو باعلم اصطلاح اصول مجتہد کہنا بھی جائز سمجھتا ہوں۔ وہ آپ کو اختیار ہے کہ فسٹ سیکنڈ کلاس اول، دوم۔ درجوں کا ٹکٹ رکھنے والوں کو تھرڈ کلاس میں بٹھائیں۔ میں اس سے آپ کو منع نہیں کرسکتا۔ ہاں میں اپنا عندیہ ان لفظوں میں عرض کروں گا۔

گر بر سر و چشم من نشینی نازت بکشم کہ نازنینی

تنقید بر تقلید

اس سال جلسہ احناف مئوائمہ ضلع الہ آباد میں خطبہ صدارت مولوی محمد طیب صاحب دیوبندی نے پڑھا۔ تقریبا سارے خطبے میں آپ نے مسئلہ تقلید ہی کا ذکر کیا۔ پھر اس مضمون کو اتنی اہمیت دی کہ رسالہ دارالعلوم دیوبند کے خاص نمبر میں اس کو جگہ دی گئی۔ اس لئے فریق ثانی نے بھی بغرض تحقیق ایک علمی سوال کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا۔ جو 5 دسمبر 52 سنہ ء میں جلسہ احناف امرتسر میں تقسیم ہوا۔ اور اسی تاریخ کے اہل حدیث میں بھی درج کیا گیا۔ سوال اس بناء پر تھا کہ علم معقول میں یہ بات مصرح ملتی ہے۔ کہ ہر تعریف کے لئے ضروری ہے کہ وہ دو اوصاف سے موصوف ہو اس لئے ہم نے تقلید کی تعریف علماء اصول کے لفظوں میں بتائی تھی۔ اور امام غزالی سے لے کر مولانا اشرف علی تھانوی تک اقوال نقل کئے تھے۔ ساری تعریفوں کا خلاصہ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کے لفظوں میں یہ بتایا تھا کہ

(تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلائے گا۔ اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا'' (الاقتصاد ص 17''

بات تو مختصر تھی کہ تقلید کی تعریف جامع مانع ہونی چاہیے۔ برادران احناف جو باوجود عالم معلم علی وجہ البصیرت مصنف ہونے کے اور معرفت تامہ رکھنے کے مقلد کہلاتے ہیں۔ اس سے تقلید کی تعریف مانع نہیں رہتی۔ ایسے حضرات کو چاہیے کہ تقلید کی تعریف پر غائر نظر ڈال کر اپنے کو اس سے علیحدہ رکھیں۔ اس معقول سوال کے جواب میں ایک اشتہار جمعیت الاحناف مئو ضلع اعظم گڑھ کی طرف سے نکلا جو تردید کی بجائے ہمارے سوال کی تائید میں تھا۔ کیونکہ اس میں لکھا تھا کہ

''علماء دیوبند جو ہر سال دورہ حدیث پڑھاتے ہیں۔ اور علل حدیث و رجال پر نہایت ہی محققانہ و عالمانہ گفتگو کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے اور بہت سے علماء ہیں جو اپنی تصانیف میں بہت خوبی سے بحث کرتے ہیں۔ ''

اہل دانش کے نزدیک اس اعتراف سے ہمارا خیال مزید قوت پا گیا کہ جو حضرات اتنی قابلیت رکھتے ہیں۔ ان پر تقلید کی تعریف صادق نہیں آتی۔ مگر بغرض مزید توضیح ہم نے ایک مضمون بعنوان ''جواب الجواب؛؛ اہل حدیث مورخہ 24 مارچ سنہ رواں میں اور بذریعہ اشتہار مورخہ دس مارچ (سنہ رواں) کو شائع کیا۔ جو ناظرین کے ملاحظہ سے گزرا ہوگا۔ اس کے جواب میں پھر ایک دوسرا اشتہار جمعیت الاحناف مئو نے (بے تاریخ) شائع کیا۔ جو 23 مارچ سنہ رواں کو بذریعہ ڈاک ہمیں ملا۔ اس جواب میں بحث کو اصل مرکز سے دور لے جانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو آداب محققین سے بعید ہے۔ اس لئے میں بحث کو مرکز پر لا کر گفتگو کرتا ہوں۔ پس ناظرین اور سامعین غور سے پڑھیں اور سنیں۔

خدا جائے خیر دے علماء اصول کو جنھوں نے تقلید کی جامع مانع تعریف کرنے کے علاوہ اور مقلد کے استدلال کا ترازو ایسے صاف الفاظ میں پش کیا ہے۔ جو ہمارے اور ہمارے مخاطبوں کے درمیان فیصلہ کن ہیں۔ پس ہمارے مخاطب نظر انصاف سے دیکھیں اور سماع قبول سے سنیں۔ علم اصول میں توضیح چوٹی کی کتاب ہے۔ اس میں مقلد کا طریق استدلال یوں لکھا ہے کہ ''مقلد کا استدلال یوں ہے کہ یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ کی رائے ہے اور امام ابوحنیفہ کی جو رائے ہو وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔

برادران احناف

کیا آپ کا طرز استدلال یہی ہے۔ کیا شعیہ کے سامنے مسئلہ خلافت کے ثبوت ہیں۔ آپ اس طرز عمل پر قناعت کرسکتے ہیں۔ ہاں اہل حدیث اور شوافع کے مقابلے میں مسئلہ فاتحہ خلف الامام کے متعلق اتنا ہی کہہ دینا کافی جانتے ہیں کہ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنا امام ابوحنیفہ کی رائے ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ صحیح ہے۔ واللہ مجھے یقین ہے کہ آپ ہرگز ایسا نہیں کرتے۔ اور نہ کرسکیں گے کیونکہ ایسا کرنا آپ کے نزدیک بھی بجوئے نیرزو (1) کا مصداق ہے۔ بلکہ آگے چل کر آیات اور احادیث سے استدلال کریں گے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ وہ استدلال آپ کا علی وجہ البصیرت اور معرفت تامہ کے ساتھ ہوگا یا بے بصیرت اور معرفت ناقصہ کے ساتھ بس یہ ایک سوال ہے کہ جس کے متعلق آپ لوگوں کے ضمیر سے میری اپیل ہے۔

خدا بھلا کرے مولوی خیر محمد جالندھری صاحب کا جنھوں نے باوجود دیوبندی مقلد ہونے کے مسئلہ تقلید کا بہت سا حصہ صاف کردیا۔ آپ اپنے رسالہ خیر التقنید میں لکھتے ہیں۔ کہ قرآن وحدیث کی نصوص میں تقلید نہیں ہے۔ تقلید صرف مسائل استباطیہ میں ہے۔ اس بناء پر جملہ احناف سے پوچھا کرتا ہوں۔ آپ نماز میں جو ارکان ادا کرتے ہیں۔ یہ آپ ک نزدیک منصوص ہیں یا نہیں؟ مثلا قیام۔ رکوع۔ سجود۔ اور قعدہ وغیرہ منفرد حالت میں فاتحہ کا پڑھنا مقتدی ہونے کی صورت میں نہ پڑھنا کیا یہ سب افعال منصوص نہیں ہیں۔ ؟ اس طرح دیگر ارکان منصوص ہیں۔ پھر آپ بتلایئے کہ ارکان اسلام کے ادا کرنے میں آپ مقلد ہوئے کے محقق؟

بس ایک سوال یہ ہے کہ جو قابل غور ہے۔ باوجود اس کے کہ اگر آپ مقلد ہی کہلانا چاہتے ہیں۔ تو ہمارا اس میں کوئی نقصان نہیں البتہ اس سے دو خرابیاں لازم آیئں گی۔ ایک یہ کہ تقلید کی تعریف مانع نہ رہے گی۔ دوسری یہ کہ آپ کا مخاطب آپ کا میدان کلام تنگ کرنے کو کہہ سکتا ہے۔ کہ آپ بحیثیت مقلد پیش ہوئے ہیں۔ تو صرف اپنے امام کا قول پیش کیجئے۔ استدلال بالنص نہ کیا بس یہ ہے مدار گفتگو اور یہ ہے مرکز بحث۔

ناضرین کرام

حضرات مقلدین کی تصنیفات ملاحظہ کیجئے۔ کہ ہر مسئلہ پر نصوص پیش کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ نصوص ان کے مدعا کو مثبت ہوں۔ یا نہ ہوں۔ حضرات دیوبند نے کتب حدیث کی جو شروح لکھی ہیں۔ ان پر سرسری نظر ڈال کر دیکھئے۔ صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ مصنف نے جو کچھ لکھا ہے۔ بڑی بصیرت اور معرفت کے اتھ لکھتا ہے۔ مگر جب پوچھا جائے تو مجیب صاحب کہتے ہیں۔ کہ ان کو معرفت تامہ حاصل نہیں۔ کیا خوب ہم بہت خوش ہوکر اپنا سوال واپس لے لیں گے اگر حضرات مقلدین یہ اعلان شائع کردیں۔ کہ ہم نے جو کچھ اپنی تصنیفات میں جو کچھ لکھا ہے۔ یا ہم درس میں اپنے خیالات کی تائید میں جو کچھ کہتے ہیں۔ سب بے بصیرت اور بے معرفت کہتے

ہیں۔ اس وقت ہم صرف یہ عرض کریں گے۔ کہ آپ حضرات زرا غور فرمایئے۔ کہ ضروری کی نقیض ممکنہ عامہ ہوتی ہے۔ اور یہ منطقی قاعدہ آپ کی جملہ تحقیقات علمیہ کے متزلزل کرنے کو کافی ہوگا۔ باقی رہی بحث مجتہد کی اس کے لئے محاذ قائم کرنا ابھی ہمارا مقصود نہیں وقت آنے پر اس بحث کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ ہم علماء اصول کی تصریحات سے دکھایئں گے کہ اجتہاد کا منصب رسالت کی طرح رہی نہیں ہے۔ بلکہ کسبی ہے اور یہ کبھی بند نہیں ہوا۔ بلکہ برابر چلا آیا ہے۔ اگر یار لوگوں نے امام بخاری جیسے مجتہد کو بھی مقلد لکھ دیا ہے۔ تو یہ ان کی خوش فہمی اور خوش اعتقادی ہے۔ مجیب نے دوسرے اشتہار میں یہ بھی سوال کیا ہے۔ کہ تم علماء دیوبند میں سے مولانا محمد حسین احمد صاہب سے پوچھو کہ وہ معرفت تامہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ مجیب نے اس سوال کو مدار فیصلہ قرار دیا ہے میں کہتا ہوں۔ مولانا حسین احمد کو پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ آپ نے ان کو درس دیتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ اگر نہیں دیکھا تو جب رہا ہو کر آیئں گے۔ تو آپ دیکھ لیجئے گا۔ وہ اپنے مذہب کا اثبات اور فریق مخالف کا ابطال معرفت تامہ سے کرتے ہیں۔ یا معرفت ناقصہ سے؟ اچھا اسے جانے دیجئے۔ میں دو عادل گواہ پش کرتا ہوں۔ مولانا انور شاہ مرحوم کی درسی نوٹ دو کتابوں کی شکل میں شائع ہوئے ہیں۔ ترمذی کے حواشی عرف الشذی۔ اور بخاری کے حواشی فیض الباری کے نام شائع ہوئے ہیں یہ کتابیں بڑے فخر و مباہات کے ساتھ مصر میں چھپوائی گئی ہیں۔ ان دونوں کی کتابوں کو دیکھ لیجئے۔ تو ان کے درس کی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔ کہ مرحوم کس طرح اپنے مسائل کو معرفت تانہ کے ساتھ مدلل بیان کرتے ہیں۔ ہاں اس سوال کا جواب میرے ذمہ نہیں ہے۔ کہ علماء دیوبند وغیر ہم باوجود معرفت تامہ رکھنے کے مقلد کیوں کہلاتے ہیں۔ میں کہوں گا۔ یہ ان کی تواضح ہے یا پرانا دستور ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان کا طریق عمل کیا ہے۔ اگر اس کا طریق بقول صاحب توضیح محض امام کے قول سے استدلال ہے۔ تو بے شک مقلد ہیں۔ اگر اس سے بڑھ کر نصوص کے ساتھ استدلال ہے تو آپ ہی ان کا نام تجویز کیجئے۔

اطلاع

ہماری یہ گفتگو سر دست محض تقلید کی جامع مانع تعریف پر ہے۔ ابھی مسائل فرعیہ پر نہیں ہے مشتہرین نے مولانا حسن احمد صاحب سے دریافت کرنے کو لکھا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم مئو ہی کی جماعت احناف کو مخاطب کر کے پوچھتے ہیں کہ وہ اپنا حلفیہ بیان شائع کرے کہ ہمارے علماء کو مسائل شریعہ کی معرفت تامہ نہیں ہے۔ اس وقت ہم بڑی خوشی سی مندرجہ زیل شعر ان کی نذر کریں گے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا سرے حق ہیں زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

۔ جو برابر قدر نہیں رکھتا۔ 1

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد01ص251-270

محدث فتویٰ